Open Access
Al-Marjān Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

Ijtihād in the Contemporary Era: In the Light of Iqbal's Thought

عصر حاضر میں اجتہاد: فکر اقبال کی روشنی میں

Authors Details

1. **Tauseef Ahmad Shahid (Corresponding Author)**
   PhD Scholar, Institute of Islamic Studies, Bahauddin Zakariya University, Multan, Pakistan. tauseefahmad67@gmail.com
2. **Dr. Munazah Hayat**
   Associate Professor, Institute of Islamic Studies, Bahauddin Zakariya University, Multan, Pakistan.

Citation

Shahid, Tauseef Ahmad, and Dr. Munazah Hayat." Ijtihād in the Contemporary Era: In the Light of Iqbal's Thought."*Al-Marjān Research Journal* 3,no.2, April–June (2025): 534−551.

Submission Timeline

Received: Mar 11, 2025
Revised: Mar 24, 2025
Accepted: April 15, 2025
Published Online: May 06, 2025

Article QR

Publication, Copyright & Licensing

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.
All Rights Reserved © 2023.
This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

INDEX COPERNICUS INTERNATIONAL
ISSN INTERNATIONAL STANDARD SERIAL NUMBER INTERNATIONAL CENTRE
HJRS HEC Journal Recognition System

Ijtihād in the Contemporary Era: In the Light of Iqbal's Thought

عصر حاضر میں اجتہاد: فکر اقبال کی روشنی میں

☆ توصیف احمد شاہد ☆ ڈاکٹر منزہ حیات

Abstract

This research explores the relevance of Ijtihad (independent reasoning) in the modern Islamic world through the philosophical lens of Allama Muhammad Iqbal. It highlights Ijtihad as a critical tool to bridge traditional Islamic law with contemporary challenges in politics, economics, technology, and ethics. The paper argues that Ijtihad—once central to Islamic legal development—has been undermined by centuries of taqlid (blind imitation), and Iqbal calls for its revival to reawaken intellectual and spiritual freedom in Muslim societies. Iqbal viewed Ijtihad not merely as a legal mechanism but as an engine of civilizational renewal, emphasizing that Islam must adapt without losing its essence. He stressed the need for a dynamic Islamic state that institutionalizes Ijtihad and harmonizes religious law with modern realities. The study also examines challenges facing Ijtihad today, including political misuse, lack of scholarly infrastructure, and conservative resistance. In response, Iqbal advocates a forward-looking, rational, and ethical approach to Islamic reform. Ultimately, the article concludes that Ijtihad, inspired by Iqbal's vision, is essential for Muslim progress—combining reason, faith, and modern awareness to shape a more just and vibrant Islamic future.

Keywords: Ijtihad, Allama Iqbal, Taqlid, Islamic reform, Shariah and modernity, Islamic state, Muslim intellectual revival, Philosophy of law, Islam and science, Contemporary Islamic thought.

تعارف موضوع

اجتہاد اسلامی فقہ و فکر کا ایک کلیدی ستون ہے جو دینِ اسلام کی حیاتِ نو اور فکری ترقی کا ضامن سمجھا جاتا ہے۔ یہ صرف قانونی مسائل کے حل کا ذریعہ نہیں بلکہ دین کی وسعت، لچک، اور ہر دور کے تقاضوں کے مطابق رہنمائی کا مؤثر ذریعہ ہے۔ عصرِ حاضر میں جب کہ مسلم دنیا سیاسی، اقتصادی، سماجی اور سائنسی میدان میں چیلنجز کا سامنا کر رہی ہے، اجتہاد کی ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ نمایاں ہو چکی ہے۔ علامہ محمد اقبالؒ نے اجتہاد کو اسلامی فکر کے احیاء کا محور قرار دیتے ہوئے تقلیدِ جامد کے خلاف آواز بلند کی اور اجتہاد کو ملتِ اسلامیہ کی فکری آزادی، تمدنی بیداری، اور علمی خود مختاری کا ذریعہ قرار دیا۔ ان کے نزدیک اجتہاد نہ صرف فقہی مسائل کے حل کی راہ ہے بلکہ یہ ایک زندہ اور متحرک اسلامی تہذیب کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ اقبال نے اجتہاد کو شریعت کی روح اور اسلامی معاشرت کے ارتقاء کی اساس قرار دیا۔ موجودہ تحقیق اسی تناظر میں اجتہاد کی اہمیت، اقبال کی فکر میں اس کی تعبیر، اور عصرِ حاضر کے علمی و معاشرتی تناظر میں اس کے عملی اطلاق کو تحقیقی انداز میں واضح کرتی ہے۔

☆ پی ایچ ڈی اسکالر، ادارہ علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان، پاکستان۔

☆ ایسوسی ایٹ پروفیسر، ادارہ علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان، پاکستان۔

مبحث اول: اجتہاد: مفہوم، اہمیت اور فکرِ اقبال

1. اجتہاد کا مفہوم اور اس کی اہمیت

اجتہاد اسلامی فقہ میں ایک اہم اصطلاح ہے جس کا مفہوم "نئے حالات میں شریعت کے اصولوں کا اطلاق" یا "اسلامی قوانین کی بنیاد پر نئے فیصلے دینا" ہے[1]۔ اجتہاد، دراصل اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ فقہا اور علماء جدید دور کے مسائل کا حل قرآن و سنت کے اصولوں کی روشنی میں نکالیں، جب کہ کسی مسئلے کا واضح جواب موجود نہ ہو یا حالات میں تبدیلی آچکی ہو۔ اجتہاد کی اہمیت اس حقیقت سے ظاہر ہوتی ہے کہ وہ اسلامی معاشرتی، اقتصادی اور سیاسی مسائل کو جدید تقاضوں کے مطابق حل کرنے کی صلاحیت فراہم کرتا ہے۔ یہ عمل مسلمانوں کے لیے ایک ایسا ذریعہ ہے جس کے ذریعے وہ اپنے دین کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش کرتے ہیں، جبکہ جدید دنیا کے سائنسی، سماجی اور ثقافتی تقاضوں کو بھی مدنظر رکھتے ہیں۔

2. عصر حاضر میں اجتہاد کی اہمیت

اجتہاد کی اہمیت اس وقت اور زیادہ بڑھ جاتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ اسلامی معاشرے میں بعض مسائل ایسے ہیں جن کا جواب قرآن و سنت میں صراحت کے ساتھ موجود نہیں۔ ان مسائل میں معاشرتی مسائل جیسے خواتین کے حقوق، تجارت کے جدید طریقے، ٹیکنالوجی کے مسائل، اور عالمی سطح پر اسلامی معاشرتی اصولوں کا اطلاق شامل ہیں۔ ان تمام مسائل کو حل کرنے کے لیے اجتہاد کی ضرورت پیش آتی ہے، کیونکہ جب قرآن و سنت میں صراحت نہ ہو، تو اجتہاد کے ذریعے علماء اس بات کا تعین کرتے ہیں کہ ان مسائل کا کیا حل ہے۔ اس طریقے سے اسلامی معاشرتی نظام کی تکمیل اور اس کا عصر حاضر کے مسائل سے ہم آہنگ ہونا ممکن ہوتا ہے۔

3. علامہ اقبال اور اجتہاد

علامہ اقبال نے اجتہاد کو اسلام کی اصل روح کے طور پر پیش کیا۔ ان کے مطابق اجتہاد کا عمل مسلمانوں کو ماضی کی تقلید سے آزاد کر کے ایک نئے اور روشن مستقبل کی طرف لے جا سکتا ہے۔ اقبال نے اپنی شاعری اور فلسفے میں اجتہاد کی اہمیت پر زور دیا اور اسے مسلمانوں کی انفرادیت اور خودی کے استحکام کے لیے ضروری سمجھا۔ ان کے خیال میں اگر مسلمانوں کو دنیا میں کامیاب ہونا ہے تو انہیں اجتہاد کی روشنی میں اپنے دین کو جدید دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنا ہوگا۔ اقبال کے مطابق، اجتہاد نہ صرف شریعت کو بہتر سمجھنے میں مدد دیتا ہے بلکہ یہ اسلامی تہذیب کو ترقی کی راہوں پر گامزن کرتا ہے۔

فقہاء کے نزدیک اجتہاد کی ایک بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ یہ فقہ کے قوانین کو ایک زندہ اور متحرک عمل کے طور پر پیش کرتا ہے۔ اجتہاد اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ اسلامی قوانین کسی ایک وقت یا معاشرتی حالت میں قید نہ ہوں، بلکہ ان میں لچک ہو تاکہ وہ بدلتے ہوئے حالات میں اپنے آپ کو ڈھال سکیں۔ اجتہاد کی اس خصوصیت کی بدولت اسلامی فقہ کو وقت کے ساتھ ساتھ ترقی کی راہ پر گامزن رکھا جا سکتا ہے۔ اس کی اہمیت اس بات سے بھی واضح ہوتی ہے کہ مختلف ادوار میں اجتہاد کے ذریعے مسلم معاشروں نے خود کو نئے چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے قابل بنایا۔[2]

اجتہاد کا ایک اور پہلو یہ ہے کہ یہ علمائے کرام کے ذاتی فہم و ادراک پر منحصر ہوتا ہے، جو کہ ایک لحاظ سے اس میں اختلاف کی گنجائش بھی پیدا کرتا ہے۔ مختلف علماء اپنے اپنے طریقے سے اجتہاد کرتے ہیں اور ان کے درمیان فکری اختلافات پیدا ہو سکتے ہیں۔ تاہم، اس کا مطلب یہ نہیں کہ اجتہاد کا عمل بے کار ہے یا اسے چھوڑ دینا چاہیے، بلکہ اس کا مقصد یہی ہے کہ ایک معقول اور منصفانہ طریقے سے مسائل کا حل نکالا جائے۔ اسلامی دنیا میں اجتہاد کے عمل میں تنوع اس بات کا ثبوت ہے کہ اس میں لچک اور وسیع گنجائش موجود ہے، جس سے اسلامی معاشرے کی ترقی کی راہ ہموار ہوتی ہے۔[3]

[1] Al-Ḥanbalī, Aḥmad Shākir, *Uṣūl al-Fiqh al-Islāmī* (Damascus: Maṭba'at al-Jāmi'a al-Sūriyya, n.d.), 388.

[2] Iqbāl, Jāvid, *Zinda Rōd* (Lahore: Sang-e-Mīl Publications, Iqbāl Academy, 2005), 56.

[3] Amīnī, Taqī, *Aḥkām-i-Shar'iyya mēn Ḥālāt-o-Zamāna kī Riyāyat* (Karachi: Qadīmī Kutub Khāna, Ārām Bāgh, n.d.), 46.

اجتہاد کے عمل میں اگرچہ علماء کی رائے اہمیت رکھتی ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ اجتہاد کی بنیاد پر فیصلوں میں عوام کی فلاح اور بہتری کو بھی مدنظر رکھا جاتا ہے۔ جدید دور میں جب مسلمان مختلف معاشرتی اور اقتصادی چیلنجز کا سامنا کر رہے ہیں، اجتہاد کا عمل انہیں ان مسائل کے حل کے لیے ایک راہ دکھاتا ہے۔ اجتہاد کے ذریعے اسلامی معاشرتی اصولوں کو موجودہ وقت کے تقاضوں سے ہم آہنگ کیا جا سکتا ہے، اور اس کے نتیجے میں مسلمانوں کو اپنے دین کے مطابق زندگی گزارنے کی سہولت ملتی ہے۔ اس لیے اجتہاد کی اہمیت کو نظر انداز کرنا مسلمانوں کے لیے ایک سنگین غلطی ہوگی۔

اسلامی فقہ میں اجتہاد کا ایک اور پہلو یہ ہے کہ اس کے ذریعے جدید قانون سازی بھی ممکن ہو سکتی ہے۔ جب بھی جدید مسائل سامنے آتے ہیں جن کا شریعت میں ذکر نہیں ہوتا، اجتہاد کا عمل اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ ان مسائل کو شریعت کے اصولوں کی روشنی میں حل کیا جائے۔ یہ عمل مسلمانوں کو جدید دنیا کے ساتھ ہم آہنگ رکھتا ہے اور اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ وہ اپنے دین کی روح کے مطابق زندگی گزاریں، چاہے وہ کسی بھی دور میں ہوں۔ اس کے ذریعے اسلامی معاشرہ جدید چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔

اجتہاد کی اہمیت اس میں پوشیدہ ہے کہ یہ مسلمانوں کو صرف فکری اور علمی سطح پر ہی نہیں بلکہ عملی طور پر بھی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ جب مسلمانوں کو کسی مسئلے کا حل نہ ملے، تو اجتہاد کے ذریعے انہیں شریعت کے اصولوں کی روشنی میں ایک واضح راہ ملتی ہے۔ یہ عمل مسلم دنیا میں اتحاد کی فضا قائم کرتا ہے اور اسلامی معاشرتی نظام کے استحکام کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ اجتہاد کے ذریعے اسلامی معاشرہ اپنی تاریخ کے مختلف ادوار میں ترقی کی راہوں پر گامزن ہوا ہے اور یہ عمل آج بھی مسلم دنیا کے لیے ایک اہم ذریعہ ہے۔[4]

مبحث دوم: دورِ حاضر میں اجتہاد: ضرورت، تنوع، مقاصد اور عصری مسائل کا حل

1. اسلامی قوانین میں اجتہاد کی ضرورت

اسلامی قوانین میں اجتہاد کی ضرورت ایک اہم اور پیچیدہ موضوع ہے جو اسلامی فقہ، معاشرتی تبدیلیوں، اور دورِ جدید کے چیلنجز سے گہرا تعلق رکھتا ہے۔ اجتہاد کا مفہوم اسلامی فقہ میں کسی ایسے شرعی مسئلے پر اجتہاد کرنا ہے جس کا فیصلہ قرآن وحدیث میں صاف طور پر نہیں آیا۔ اجتہاد کی ضرورت اس لیے ہے کہ زمانہ بدل رہا ہے اور اسلامی قوانین کو موجودہ حالات کے مطابق ڈھالنے کی ضرورت ہے تاکہ مسلمان اپنے معاشرتی، سیاسی، اور اقتصادی مسائل کو بہتر طریقے سے حل کر سکیں۔

2. دور جدید میں اجتہاد کی ضرورت

دورِ جدید میں اجتہاد کی ضرورت اس لیے بھی بڑھ گئی ہے کیونکہ نئے مسائل اور سوالات مسلمانوں کے سامنے آ رہے ہیں، جن کا جواب کتاب و سنت میں صاف طور پر نہیں ملتا۔ معاشرتی، اقتصادی اور سیاسی حالات میں تیزی سے تبدیلیاں آ رہی ہیں، اور ان تبدیلیوں کا حل صرف اجتہاد کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ مثال کے طور پر، بینکنگ کے جدید نظام، سودی کاروبار، اور کرنسی کے نئے طریقے ان مسائل میں شامل ہیں جن کا حل صرف اجتہاد کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ ان معاملات میں علمائے کرام نے مختلف اجتہادی فیصلے دیے ہیں، اور ان فیصلوں کا مقصد معاشرتی مفاد کو ترجیح دینا ہوتا ہے۔ اجتہاد کی ضرورت اس لیے ہے کہ یہ اسلام کو جدید دور میں زندہ رکھنے کے لیے ضروری ہے۔[5]

3. اجتہاد کے عمل میں تنوع

اجتہاد کی ضرورت اس بات سے بھی واضح ہوتی ہے کہ فقہ کے تمام مکاتبِ فکر میں اجتہاد کا عمل مختلف انداز سے موجود ہے۔ جب کوئی مسئلہ جدید نوعیت کا ہوتا ہے، تو مختلف فقہاء اسے مختلف طریقے سے حل کرتے ہیں۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس پر اہلِ علم کا اتفاق ہے۔ اجتہاد کی ضرورت اس لیے بھی ہے کہ اسلامی معاشرت میں تبدیلیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے فقہ میں نئے مسائل کا حل نکالا جا سکے۔ اجتہاد میں ان تمام اسباب کو مدنظر رکھا جاتا ہے جو کسی بھی مسئلے کے حل میں موثر ثابت ہو سکتے ہیں۔ اسلامی قوانین میں اجتہاد کی ضرورت کے حوالے سے ایک اور اہم پہلو یہ

---

[4] Phulwārwī, Ja‘far, *Ijtīhādī Masā’il* (Lahore: Idāra Thaqāfat-i-Islāmiyya, 1994), 46

[5] Iṣlāḥī, Amīn Aḥsan, *Islāmī Qānūn kī Tadwīn* (Lahore: Qur’ān Foundation, 1998), 67.

ہے کہ یہ عمل دین کی تفہیم اور تشریح میں ارتقاء کا باعث بنتا ہے۔ اجتہاد کا مقصد صرف یہ نہیں کہ کسی مسئلے کا حل نکالا جائے بلکہ اس کا مقصد یہ بھی ہے کہ اسلامی تعلیمات کو اس انداز سے سمجھا جائے جو وقت کے مطابق ہو۔ اگر اجتہاد نہ ہو تو اسلامی قوانین میں جمود آ جائے گا اور یہ دین کی روح کے منافی ہو گا۔ اس لیے اجتہاد کی ضرورت ہے تاکہ مسلمان اپنے دین کو درست طور پر سمجھ سکیں اور اس پر عمل کر سکیں۔

4. دور حاضر میں مسلمانوں کو درپیش مسائل

دورِ حاضر میں مسلمانوں کو جن مسائل کا سامنا ہے، ان میں سے زیادہ تر مسائل جدید ٹیکنالوجی، بین الاقوامی تعلقات، اور معاشرتی ترقی سے جڑے ہوئے ہیں۔ ان مسائل کا حل اجتہاد کے ذریعے نکالا جا سکتا ہے۔ اجتہاد کی بدولت اسلامی فقہ میں جدید مسائل پر غور و فکر کی گنجائش بڑھ جاتی ہے، اور فقہاء ان مسائل کو حل کرنے کے لیے نئے راستے تلاش کرتے ہیں۔ اس کا مقصد اسلامی شریعت کو وقت کے تقاضوں کے مطابق لانا ہوتا ہے تاکہ مسلمان ان مسائل کا حل اسلامی تعلیمات کے مطابق پا سکیں۔ اجتہاد کی ضرورت کا احساس اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ جب بھی جدید مسائل سامنے آتے ہیں، تو ان کے حل کے لیے اجتہاد ضروری ہو جاتا ہے۔[6]

5. دور حاضر میں اجتہاد کا مقصد

اجتہاد کی اہمیت میں ایک اور بات یہ ہے کہ یہ مسلمانوں کے اجتماعی مفاد کو مد نظر رکھتا ہے۔ اسلامی قوانین میں اجتہاد کا عمل اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ اسلامی شریعت معاشرتی انصاف، برابری، اور حقوقِ انسانیت کی بنیاد پر ہے۔ جدید مسائل میں اجتہاد کے ذریعے یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ کسی بھی فیصلے میں مسلمانوں کے اجتماعی مفاد کو ترجیح دی جائے۔ یہ اجتہاد کی ضرورت کا ایک بڑا سبب ہے کہ اجتہاد کی بدولت مسائل کا حل صحیح طور پر نکالا جا سکتا ہے اور اس سے مسلم معاشرہ بہتر ہو سکتا ہے۔ اجتہاد کی ضرورت اس بات سے بھی واضح ہوتی ہے کہ اسلامی فقہ کا دائرہ بہت وسیع ہے، اور اس میں ہر دور کے مسائل کا حل موجود ہے۔ اجتہاد کی بدولت ہم جدید مسائل کا حل نکال سکتے ہیں اور اسلامی قوانین میں جدت لا سکتے ہیں۔ اجتہاد ایک ایسا عمل ہے جس کی بدولت ہم اسلام کو جدید دنیا کے تقاضوں کے مطابق ڈھال سکتے ہیں، اور اس کا مقصد یہ ہے کہ ہم ہر دور میں دینِ اسلام کی اصل روح کو برقرار رکھ سکیں۔

مبحث سوم: اجتہاد اور تقلید–اقبال کا نقطہ نظر

1. اقبال کے نزدیک اجتہاد کی حقیقت

علامہ اقبال کی فکری و فلسفیانہ خدمات میں اجتہاد اور تقلید کا مسئلہ ایک اہم موضوع ہے جس پر انہوں نے اپنے مختلف خطبات اور تحریروں میں گہرائی سے غور کیا۔ اجتہاد کی ضرورت اور تقلید کی بندش، اسلامی معاشرتی اور قانونی ترقی میں ایک پیچیدہ مسئلہ ہے جس پر اقبال نے نہ صرف اپنی شاعری میں بلکہ فلسفیانہ خیالات میں بھی روشنی ڈالی۔ اقبال کا نقطہ نظر اجتہاد کی اہمیت اور تقلید کی حدود کو واضح کرتا ہے اور یہ بتاتا ہے کہ ایک مسلمان معاشرہ کس طرح اس مسئلے سے نمٹ سکتا ہے۔ علامہ اقبال نے اجتہاد کو ایک ضروری اور بنیادی عمل سمجھا جو نہ صرف مذہبی تشریحات میں بلکہ مسلمانوں کی معاشرتی اور سیاسی ترقی میں بھی اہمیت رکھتا ہے۔ ان کے نزدیک اجتہاد وہ عمل ہے جس کے ذریعے فرد یا جماعت اسلامی قانون کی بنیادوں پر جدید مسائل کا حل نکال سکتی ہے۔ اقبال کی نظر میں اجتہاد صرف ایک علمی یا فقہی عمل نہیں بلکہ یہ مسلمانوں کے فکری احیاء کا ایک ذریعہ بھی ہے۔ وہ سمجھتے تھے کہ مسلمان معاشروں کو اپنی ماضی کی عادات اور دقیانوسی خیالات سے نجات حاصل کرنے کی ضرورت ہے تاکہ وہ اپنے مسائل کا جدید طریقے سے حل تلاش کر سکیں۔ ان کے مطابق، اگر مسلمانوں نے اجتہاد کو ترک کر دیا اور صرف تقلید پر انحصار کیا تو وہ ترقی سے محروم ہو جائیں گے۔ ان کا ماننا تھا کہ تقلید ایک جمود پیدا کرتی ہے اور نئے مسائل کے حل میں رکاوٹ بنتی ہے ان کے نزدیک تقلید ایک قسم کی فکری پابندی ہے جو ایک شخص یا معاشرے کی فکری آزادی کو محدود کرتی ہے۔ تقلید کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے پیش روکی باتوں کو بغیر کسی تنقید یا تجزیہ کے تسلیم کر لے، اور یہ ایک خطرناک عمل ہے جو فکر کی آزادی اور نئے افکار کو دبانے کا باعث بنتا ہے۔ اقبال نے اس خیال کو اپنے

---

6 Nāṣir, "Jadīd Masāʾil mēn Ijtīhād kī Ḍarūrat," *Islamic Research Journal* 15, no. 1 (2022).

فلسفے کی بنیاد میں شامل کیا کہ ہر مسلمان کو اپنی عقل و فہم کا استعمال کرنا چاہیے اور اپنے زمانے کی ضروریات کے مطابق دین کی تعبیر کرنی چاہیے۔ وہ تقلید کو ایک نوع کی جمود سے تعبیر کرتے تھے جو انسان کے فکری ارتقاء میں رکاوٹ بنتا ہے۔[7]

علامہ اقبال نے اجتہاد کو اسلام کی روح کے مطابق قرار دیا ہے۔ ان کے نزدیک اسلام ایک زندہ دین ہے جو وقت کے ساتھ ترقی کرتا رہتا ہے۔ اجتہاد کے ذریعے مسلمان اپنے حالات کے مطابق اسلامی احکام کو سمجھ سکتے ہیں اور ان پر عمل کر سکتے ہیں۔ اقبال کا یہ نظریہ تھا کہ اسلامی قانون ہمیشہ ایک لچکدار اور انطباقی نظام رہا ہے، جس کا مقصد انسانوں کو فلاح اور بہتری کی راہوں پر گامزن کرنا ہے۔ اس لیے، جب حالات بدلتے ہیں تو اجتہاد کے ذریعے ان نئے حالات میں دین کی تعبیر کی جانی چاہیے تاکہ وہ اسلامی تعلیمات کے مطابق رہے۔ اقبال نے اپنے فلسفے میں اجتہاد کی اہمیت کو اس طرح بیان کیا ہے کہ دین اسلام کی اصل بنیادیں ثابت قدم ہیں، لیکن اس کی تشریح اور عمل کا طریقہ وقت کی ضروریات کے مطابق تبدیل ہو سکتا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ دین میں لچک موجود ہے، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ اسلام میں کوئی بنیاد یا اصل اصول تبدیل کیا جائے گا۔ وہ اس بات پر زور دیتے تھے کہ اجتہاد ایک فکری عمل ہے جو دین کی اصل روح کے مطابق ہوتا ہے اور یہ کسی بھی معاشرتی یا سیاسی تبدیلی کے مطابق تبدیل ہو سکتا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ اجتہاد کی بدولت اسلامی قوانین اور اصولوں کا نیا جائزہ لیا جا سکتا ہے اور انہیں موجودہ دور کی ضروریات کے مطابق ڈھالا جا سکتا ہے۔[8]

2. اقبال کے نزدیک تقلید کی حقیقت

جہاں تک تقلید کا تعلق ہے، اقبال نے اس پر سخت تنقید کی تھی۔ ان کے مطابق، تقلید مسلمانوں کو ماضی کی کامیابیوں کی یاد دلا کر ان میں فکری انجماد پیدا کرتی ہے۔ وہ سمجھتے تھے کہ مسلمانوں کو ماضی کی کامیابیوں کے بجائے حال اور مستقبل پر زیادہ توجہ دینی چاہیے۔ تقلید کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ فرد یا معاشرہ نئے افکار اور جدیدیت سے دور رہتا ہے اور صرف ماضی کے کامیاب نمونوں کی تقلید کرتا ہے۔ اقبال کا یہ خیال تھا کہ اسلامی معاشرے کو اپنی ترقی کے لیے نہ صرف جدید علوم کا مطالعہ کرنا چاہیے بلکہ ان کے اندر اجتہاد کے ذریعے نئے راستے تلاش کرنے کی بھی ضرورت ہے۔[9]

اقبال کا اجتہاد اور تقلید کے بارے میں نقطہ نظر صرف فلسفیانہ یا فکری نہیں تھا بلکہ وہ اس کا عملی اطلاق بھی چاہتے تھے۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کو ماضی کے تابعدارانہ رویے سے نکال کر ایک آزادانہ فکر اور اجتہادی سوچ کی طرف مائل کیا جائے۔ ان کا یہ بھی خیال تھا کہ مسلمانوں کا مستقبل اسی صورت میں روشن ہوگا جب وہ اجتہاد کے عمل کو اپنائیں گے اور تقلید کی بجائے جدید دنیا کی ضروریات کو سمجھ کر ان کے مطابق عمل کریں گے۔ اجتہاد اور تقلید پر اقبال کے خیالات کا مقصد مسلمانوں کو اپنی فکر کو آزاد کرنے اور اجتہاد کے ذریعے نئے مسائل کے حل کی طرف راغب کرنا تھا۔ ان کے نزدیک، اگر مسلمان اجتہاد کو ترک کر دیں اور صرف تقلید پر انحصار کریں، تو وہ نہ صرف اپنی فکری آزادی سے محروم ہو جائیں گے بلکہ اپنے معاشرتی، سیاسی اور اقتصادی مسائل کا حل بھی نہیں تلاش کر پائیں گے۔ اس طرح، اقبال نے اجتہاد کو مسلمانوں کی فلاح اور ترقی کے لیے نہایت ضروری قرار دیا۔ وہ سمجھتے تھے کہ اجتہاد کی بدولت مسلمان اپنے دین کی حقیقی روح کو سمجھ کر نئے راستے تلاش کر سکتے ہیں جو ان کی ترقی کی راہیں ہموار کریں۔[10]

مبحث چہارم: اسلامی ریاست میں اجتہاد-دائرۂ کار، تحدیدات، امت مسلمہ کی ہم آہنگی اور سیاسی و معاشی حکمت عملی

1. اسلامی ریاست میں اجتہاد کا کردار

اسلامی ریاست میں اجتہاد کا کردار ایک اہم موضوع ہے جس پر آج کل کی مسلم دنیا میں گہری بحث جاری ہے۔ اجتہاد کا عمل اسلامی فقہ میں مسلمانوں کو نئی صورتوں میں حل نکالنے کی اجازت دیتا ہے جب کسی مسئلے کا واضح جواب قرآن و سنت میں نہ ہو۔ اس عمل میں ریاست کا کردار نہ صرف فکری یا علمی طور پر اہم ہے بلکہ اس کے عملی اثرات بھی مسلم معاشروں میں وسیع پیمانے پر محسوس ہوتے ہیں۔ جدید اسلامی ریاستوں میں

---

[7]Iqbāl, Jāvid, *Zinda Rōd*, 105

[8]Iqbāl, Jāvid, *Zinda Rōd*, 105

[9] Mas'ūd, Khālid, *Iqbāl kā Tasawwur-i-Ijtīhād* (Rawalpindi: Maṭbū'āt Ḥarmat, 1985), 65

[10]Chishtī, Yūsuf Salīm, *Sharḥ Asrār-i-Khudī* (Lahore: 'Ishrat Publishing House, Urdu Bāzār, n.d.), 75.

اجتہاد ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے وہ اپنے معاشروں کو اسلامی اصولوں کے مطابق جدید دور میں کامیابی کے لیے رہنمائی فراہم کر سکتی ہیں۔ اجتہاد کے ذریعے اسلامی قوانین کو جدید تقاضوں کے مطابق ڈھالنا اور ان میں تبدیلیاں لانا ایک ضروری عمل بن چکا ہے۔ ریاست کا کردار اجتہاد کی عملداری میں اسی طرح اہم ہے جیسے ایک رہنما کا اپنے پیروکاروں کی رہنمائی میں ہوتا ہے۔

2. اسلامی ریاست میں اجتہاد کی حدود

اسلامی ریاست میں اجتہاد کا کردار صرف اس حد تک نہیں رہتا کہ وہ علماء اور فقہاء کو اس عمل کے لیے آزاد چھوڑ دے۔ ریاست کے پاس اس کے ذریعے ایک طاقتور میکانزم ہوتا ہے جس سے وہ اپنے معاشرتی اور معاشی مسائل کو حل کر سکتی ہے۔ مسلمانوں کے تمام معاملات میں اسلامی اصولوں کی پاسداری کے لیے اجتہاد کو استعمال کرنا ریاست کا اہم فریضہ ہے۔ اقبال کے مطابق ریاست کو اپنے معاشرتی نظم و نسق میں اجتہاد کو اپنانا چاہیے تاکہ یہ عوامی مسائل کے حل کی بنیاد بن سکے اس کے ذریعے وہ ایک ایسا نظام فراہم کر سکتی ہے جو نہ صرف جدید تقاضوں کو پورا کرتا ہو بلکہ اسلامی اصولوں سے بھی ہم آہنگ ہو۔ اسلامی ریاست میں اجتہاد کا کردار اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ اسلامی فقہ میں موجود لچک کو صحیح طریقے سے استعمال کیا جائے تاکہ مسائل کا حل نہ صرف موجودہ دور کے تقاضوں کے مطابق ہو بلکہ یہ امت کے اجتماعی مفاد کے مطابق بھی ہو۔ ریاست کے پاس اس کے لیے طاقت ہے کہ وہ اجتہاد کے عمل کو باقاعدہ طور پر منظم کرے، اس میں شریک علماء اور فقہاء کی رہنمائی کرے اور اس عمل کو قانون کے دائرے میں لائے۔ اس کے ذریعے ریاست یقینی بناتی ہے کہ اجتہاد کا عمل کسی بھی فرد یا گروہ کے مفاد میں نہ ہو بلکہ یہ امت کی اجتماعی فلاح و بہبود کے لیے ہو۔ سلامی ریاست میں اجتہاد کا کردار نہ صرف فقہ کے ماہرین تک محدود نہیں ہوتا، بلکہ ریاست ایک وسیع تر سطح پر عوامی مسائل پر بھی اجتہاد کی مدد سے فیصلے کر سکتی ہے۔ اس کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ ریاست کی جانب سے کی جانے والی اصلاحات ہمیشہ اسلامی تعلیمات اور اصولوں کے مطابق ہونی چاہئیں۔ ریاست کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ اجتہاد کے ذریعے مسلمانوں کو ایسا ماحول فراہم کرے جس میں وہ اسلامی تعلیمات کے مطابق زندگی گزار سکیں۔ اس کے ساتھ ہی ریاست کو یہ بھی یقینی بنانا ہوتا ہے کہ اجتہاد کا عمل اس کی پالیسیوں اور قوانین میں متوازن طور پر شامل ہو تاکہ معاشرتی ترقی اور فلاح کی جانب قدم بڑھایا جا سکے۔[11]

3. امت مسلمہ میں ہم آہنگی اور اجتہاد

اسلامی ریاست میں اجتہاد کا کردار اس بات کو بھی یقینی بناتا ہے کہ اس کے ذریعے مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے درمیان ہم آہنگی اور اتحاد برقرار رہے۔ یہ ایک اہم عنصر ہے کیونکہ اجتہاد کے ذریعے مسائل کے مختلف حل نکالے جا سکتے ہیں اور ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان حلوں کو مسلمانوں کے تمام فرقوں کے مفاد میں لاگو کرے۔ اس میں کسی بھی فرد یا گروہ کے حقوق کی پامالی نہ ہو، اور اجتہاد کا عمل ہر فرد کو انصاف فراہم کرے۔ اجتہاد کے اس اہم عمل میں ریاست کا کردار یہ بھی ہے کہ وہ اس کے ذریعے معاشرتی عدلیہ کی بہتری کے لیے اقدامات کرے۔ اسلامی ریاست میں اجتہاد کا کردار محض ایک نگرانی کے طور پر نہیں ہے، بلکہ اس کے ذریعے ریاست معاشرتی نظم و ضبط کو بہتر بنا سکتی ہے۔ اجتہاد کا عمل ریاستی اداروں میں قانون سازی اور پالیسی سازی کے عمل کا حصہ بن سکتا ہے۔ اس کے ذریعے ریاست کو اسلامی اصولوں کے مطابق اپنے قوانین کی تشکیل میں مدد ملتی ہے تاکہ ان میں کسی قسم کی تبدیلیاں اور اصلاحات کی جا سکیں جو موجودہ حالات کے مطابق ہوں۔ اس عمل میں ریاست کی نگرانی ضروری ہے تاکہ اجتہاد کے عمل کا کسی بھی غلط سمت میں استعمال نہ ہو۔[12]

4. اسلامی ریاست میں سیاسی اور معاشی حکمت عملی

ریاست میں اجتہاد کا کردار میں اس بات کو بھی مد نظر رکھتا ہے کہ اجتہاد کا عمل سیاسی حکمت عملیوں اور معاشی نظریات کے ساتھ ہم آہنگ ہو۔ اجتہاد صرف فقہی مسائل تک محدود نہیں رہنا چاہیے، بلکہ اس کا دائرہ معاشی، سیاسی، اور سماجی مسائل تک بھی پھیلنا چاہیے تاکہ معاشرے میں انصاف اور مساوات قائم ہو سکے۔ اجتہاد کے ذریعے ریاست مسلمانوں کو ایسی رہنمائی فراہم کر سکتی ہے جس کے ذریعے وہ موجودہ دور میں اپنے

[11]Sajjād ʿAlī, *Riyāsat aur Ijtīhād mēn Taʿāwun* (Lahore: Islāmī Maṭbūʿāt, 2023).

[12] Fārūqī, Ziyāʾ al-Ḥasan, and Mashīr al-Ḥaq, eds., *Fikr-i-Islāmī kī Tashkīl-i-Jadīd* (Lahore: Maktaba Raḥmāniyya, Urdu Bāzār, 2000), 114.

مسائل کا اسلامی نقطہ نظر سے حل تلاش کر سکیں۔ اسلامی ریاست میں اجتہاد کا کردار مسلمانوں کی فلاح کے لیے بہت ضروری ہے۔ ریاست کی جانب سے اجتہاد کو صحیح سمت میں چلانا ایک اہم ذمہ داری ہے تاکہ اسلامی معاشرے میں انصاف، مساوات اور ترقی کے اصولوں کو فروغ دیا جا سکے۔ اجتہاد کو ایک قدرتی ذریعہ کے طور پر دیکھنا چاہیے جس کے ذریعے ریاست اسلامی اصولوں کے مطابق اپنے معاشرتی مسائل حل کر سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ ریاست کو اس بات کا بھی خیال رکھنا ہو گا کہ اجتہاد کا عمل تمام فرقوں کے درمیان ہم آہنگی کی بنیاد بنے اور کسی بھی گروہ کے مفاد میں نہ ہو۔ اجتہاد کا صحیح استعمال اسلامی معاشرت کے لیے ایک کامیاب اور خوشحال مستقبل کی راہیں کھول سکتا ہے۔[13] **Error! Bookmark not defined.**

مبحث پنجم: اسلامی قانون کی تشکیلِ نو اور اجتہاد

1. اسلامی قوانین کا مقصد

اسلامی قانون کی تشکیلِ نو ایک اہم موضوع ہے جو کہ نہ صرف اسلامی فقہ بلکہ موجودہ دور میں مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے بھی ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اقبال نے ہمیشہ اسلامی فکریت کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ اسلامی قوانین کا مقصد انسانوں کی فلاح و ترقی تھا، مگر وقت کے ساتھ ساتھ بہت سے مسائل پیدا ہو گئے جن کا حل روایتی فتاویٰ اور فقہی اصولوں میں نہیں مل سکا۔ اس لیے اسلامی قانون کی تشکیلِ نو کی ضرورت شدت سے محسوس ہونے لگی۔ اسلامی فقہ کی اصل بنیاد قرآن و سنت ہے، مگر جب مسلم معاشرت میں جدید مسائل اور چیلنجز کا سامنا ہوا تو ان روایتی اصولوں کی تشریح اور اطلاق پر سوالات اٹھنے لگے۔ اقبال نے اس بات پر زور دیا کہ اسلامی قانون کو صرف دینی متون کی بنیاد پر نہیں بلکہ اس کی عملی ضرورت اور زمانے کی ضرورت کے مطابق تشکیل دیا جائے۔ اس نظریے کو ہم اجتہاد کی اہمیت اور ضرورت میں سمجھ سکتے ہیں، جس پر اقبال نے بہت تفصیل سے بات کی۔ وہ سمجھتے تھے کہ اسلامی معاشرت کا ہر پہلو جدید علمی، فلسفیانہ اور سماجی تبدیلیوں سے ہم آہنگ ہو تاکہ مسلمان دنیا میں اپنی عزت و وقار کی بحالی کے ساتھ ساتھ، دین کی سچائی کو بھی دنیا کے سامنے پیش کر سکیں۔[14]

2. اسلامی قوانین میں اصلاحات

اسلامی قانون میں اصلاحات کی ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے، یہ بات سمجھنی ضروری ہے کہ دنیا بھر میں اسلامی فقہ کے مختلف مکاتبِ فکر پائے جاتے ہیں۔ ہر مکتبہ فکر اپنے مخصوص فقہی اصولوں اور اجتہادی طریقوں کے مطابق اسلامی قوانین کو بیان کرتا ہے، مگر اقبال اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ ان تمام مکاتب فکر کے درمیان ایک ہم آہنگی اور مشترکہ اصول کی تشکیل کی ضرورت ہے۔ انہوں نے اجتہاد کے وسیع ترافق کی طرف اشارہ کیا تھا تاکہ مسلمان مختلف فقہی مکاتب فکر کے اختلافات کے باوجود ایک متفقہ اور جدید نظریہ پیش کر سکیں۔[15]

3. اسلامی قوانین میں اصلاحات اور اقبال کا موقف

اقبال کا یہ بھی کہنا تھا کہ اسلامی قانون میں اصلاحات اس بات کو یقینی بنائیں گی کہ وہ مسلمانوں کی ضروریات اور ان کے معاشرتی، اقتصادی، اور سیاسی مسائل کا حل فراہم کر سکے۔ انہوں نے اسلامی قانون کو جدید معاشرت میں ایک متحرک اور زندہ حقیقت کے طور پر پیش کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ اس کی ایک مثال اقبال کے اجتہادی نظریات سے ملتی ہے، جہاں وہ اسلام کو ایک زندہ اور ترقی پسند دین کے طور پر پیش کرتے ہیں جو ہر دور کی ضروریات اور چیلنجز کا جواب دے سکتا ہے۔ اقبال کی اس سوچ نے اسلامی قانون کی تشکیلِ نو کی سمت متعین کی۔ (16)

4. اسلامی قوانین کے اصول

---

[13]Fārūqī, Ziyā’ al-Ḥasan, and Mashīr al-Ḥaq, eds., *Fikr-i-Islāmī kī Tashkīl-i-Jadīd, 120*

[14]Khān, Yūsuf Ḥusayn, *Rūḥ-i-Iqbāl* (Hyderabad, Deccan: A‘ẓam Steam Press, Government Educational Printers, 1941), 46.

[15]Nazīr Niāzī, Sayyid, trans., *Tashkīl-i-Jadīd Ilāhiyyāt-i-Islāmiyya*, by ‘Allāma Iqbāl (Lahore: Bazm-i-Iqbāl, Club Road, 1958), 68.

[16] Nazīr Niāzī, Sayyid, trans., *Tashkīl-i-Jadīd Ilāhiyyāt-i-Islāmiyya*, by ‘Allāma Iqbal,76

اقبال نے اسلامی قانون کی تشکیل نو کے لیے اس بات پر بھی زور دیا کہ اسلامی فقہ میں موجود غیر ضروری پیچیدگیوں اور سخت گیر اصولوں کو نرم کیا جائے۔ اسلامی قانون کا مقصد فرد کی فلاح اور معاشرت کی بہتری تھا، مگر اس وقت کی بعض فقہ میں اس بات کا دھیان نہیں رکھا گیا۔ اقبال نے اس پر تنقید کی اور کہا کہ اسلامی قانون کو عملی زندگی کے تقاضوں کے مطابق بدلنا ضروری ہے۔ اس سے مراد یہ تھی کہ اسلامی قانون کو جدید سائنسی، معاشی اور سماجی حالات کے مطابق ڈھالنا چاہیے تاکہ وہ مسلمانوں کے لیے زندگی کے تمام شعبوں میں راہنمائی فراہم کرے۔[17]

5. اسلامی قوانین کی تشریحات

اکثر اوقات، اسلامی قانون کی روایتی تشریحات میں اجتماعی مسائل کو نظر انداز کیا جاتا ہے اور انفرادی مسائل پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ اقبال نے اس بات کو بھی اجاگر کیا کہ اسلامی قانون کی تشکیلِ نو میں یہ ضروری ہے کہ معاشرتی عدلیہ، اقتصادی انصاف، اور مساوات جیسے اہم پہلوؤں پر توجہ دی جائے۔ اقبال کے نزدیک اسلامی قانون کی اصل روح انسانوں کی فلاح میں پوشیدہ تھی اور ان کی کامیابی کے لیے یہ ضروری تھا کہ ان کے حقوق کا تحفظ کیا جائے اور ان کے درمیان عدل قائم کیا جائے۔ اسلامی معاشرت میں انصاف کی فراہمی اور اجتماعی مفاد کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے، اقبال نے اس بات کی حمایت کی کہ اسلامی قانون کی اصلاحات میں تمام مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ کرنا ضروری ہے[18]

6. اسلامی قوانین کی تشکیل نو

عصر حاضر میں جب اسلامی ممالک کو مختلف سیاسی، اقتصادی اور معاشرتی چیلنجز کا سامنا ہے، اسلامی قانون کی تشکیل نو کا معاملہ اور بھی اہم ہو جاتا ہے۔ اقبال نے اسلامی قانون کی تطبیق کے لیے ایک لچکدار اور متحرک نقطہ نظر اپنانے کی ضرورت پر زور دیا تھا تاکہ اسلامی ممالک کو عالمی سطح پر ایک مستحکم اور ترقی یافتہ معاشرہ بنانے میں مدد مل سکے۔ ان کے مطابق، یہ ضروری ہے کہ اسلامی قانون کی تشکیلِ نو کے عمل میں اجتہاد کو مرکزی حیثیت دی جائے، تاکہ جدید مسائل کے حل کے لیے بہتر رہنمائی فراہم کی جاسکے۔ اسلامی قانون کی تشکیلِ نو کے لیے اقبال کی سوچ ایک بلند مقصد کی عکاسی کرتی ہے۔ انہوں نے ایک ایسے قانونی نظام کی ضرورت پر زور دیا جس میں اسلام کی اصل روح کو زندہ رکھا جائے اور جدید دور کے تقاضوں کو پورا کیا جائے۔ ان کے نزدیک یہ عمل صرف دینی فقہ کی اصلاح تک محدود نہیں تھا بلکہ اس کا مقصد مسلمانوں کی اجتماعی زندگی میں بہتری لانا تھا۔ اس حوالے سے اقبال نے جو اجتہادی سوچ پیش کی، وہ آج بھی مسلم دنیا میں ایک رہنما اصول کی حیثیت رکھتی ہے اور اسلامی قانون کی تشکیلِ نو میں ان کے خیالات کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ اس طرح اسلامی قانون کی تشکیلِ نو کا عمل ایک مسلسل اور مسلسل بدلتے ہوئے دنیا میں اسلام کے اصولوں کو مضبوط کرنے کی ایک کوشش ہے۔ اقبال کی فکر نے اس میں ایک نیا رنگ بھرا، جہاں وہ اسلامی اصولوں کو جدید تقاضوں کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کی بات کرتے ہیں۔ اس کے ذریعے اسلامی دنیا کو نہ صرف اپنے ماضی سے جڑنا ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ جدید دنیا میں اپنی جگہ بھی بنانی ہے۔ اقبال کے اجتہادی نظریات اور ان کی اصلاحات کی تجویز کردہ تشکیل نو کا مقصد مسلمانوں کی فلاح اور عالمی سطح پر اسلام کی ساکھ کو مضبوط کرنا ہے۔[19]

مبحث ششم: اجتہاد اور جدید سائنس و فلسفہ

1. جدید سائنس و فلسفہ اور اجتہاد کا تعلق

جدید سائنس اور فلسفہ کا اسلام میں اجتہاد کے عمل سے گہرا تعلق ہے۔ سائنس اور فلسفہ نے انسانی سوچ کو بہت حد تک تبدیل کیا ہے اور ان دونوں شعبوں کی ترقی نے دنیا کی کئی روایات اور تصورات کو چیلنج کیا ہے۔ اقبال نے جدید سائنسی ترقیات کے حوالے سے ایک انقلابی سوچ پیش کی۔ ان کے مطابق، اسلام نے ہمیشہ علم کو فروغ دیا ہے اور اس علم کو جدید سائنسی اور فلسفیانہ تحقیقات کے ساتھ ہم آہنگ کیا جاسکتا ہے۔ اقبال کی نظر میں، سائنس اور فلسفہ کے درمیان کوئی تضاد نہیں ہے، بلکہ یہ دونوں ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے خیال میں

---

[17] Nazīr Niāzī, Sayyid, trans., *Tashkīl-i-Jadīd Ilāhiyyāt-i-Islāmiyya*, by ʻAllāma Iqbāl (Lahore: Bazm-i-Iqbāl, Club Road, 1958),80

[18] Nazīr Niāzī, Sayyid, trans., *Tashkīl-i-Jadīd Ilāhiyyāt-i-Islāmiyya*, by ʻAllāma Iqbāl,87

[19]Nazīr Niāzī, Sayyid, trans., *Tashkīl-i-Jadīd Ilāhiyyāt-i-Islāmiyya*, by ʻAllāma Iqbāl, 98.

اجتہاد کی بنیاد پر نئے علوم اور تحقیقاتی میدانوں کو اپنانا ضروری ہے تاکہ اسلامی معاشرہ ترقی کرے۔ جدید سائنس نے جہاں انسان کی زندگی کو سہولت بخشی ہے، وہیں اس نے مذہبی افکار اور تصورات کو بھی چیلنج کیا ہے۔ آج کے دور میں سائنس کے ذریعے انسان کائنات کی مختلف حقیقتوں کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہے، جس میں وہ بنیادی سوالات شامل ہیں جیسے کہ کائنات کا آغاز کیسے ہوا، انسان کا مقصد کیا ہے، اور اس کا آخر کیا ہوگا؟ یہ سوالات اکثر مذہبی نقطہ نظر سے مختلف نتائج کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اس چیلنج کا سامنا کرنے کے لئے اجتہاد کی ضرورت ہے، تاکہ جدید سائنسی حقیقتوں کے ساتھ اسلامی تعلیمات کو ہم آہنگ کیا جا سکے۔ اس بات کو اقبال نے اپنے فلسفہ میں یوں بیان کیا کہ جدید سائنس کا مقصد صرف مادہ کی تفہیم نہیں بلکہ روحانیت اور انسان کی تقدیر کے بارے میں بھی علم حاصل کرنا ہے۔[20]

2. اقبال کے نظریات میں فلسفہ اور سائنس

اقبال کے نظریات میں، فلسفہ اور سائنس کا ایک دوسرے سے گہرا تعلق تھا، جس میں انہوں نے دونوں کو ایک متوازن اور ہم آہنگ طریقے سے پیش کیا۔ ان کے نزدیک، فلسفہ انسان کے فکری ارتقا کی جانب رہنمائی فراہم کرتا ہے، جبکہ سائنس انسانی زندگی کی عملی ترقی کے لئے ضروری ہے۔ اقبال نے اجتہاد کو اس بات کا موقع سمجھا کہ ہم جدید سائنس اور فلسفہ کے ساتھ اسلام کی فکری بنیادوں کو ہم آہنگ کریں، تاکہ مسلمان ایک جدید اور ترقی یافتہ معاشرہ قائم کر سکیں۔[21]

3. اجتہاد اور فکر و فہم کے نئے دریچے

اجتہاد کا تصور دراصل اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ انسان اپنے فہم و شعور سے کسی بھی معاملے پر غور و فکر کرے، اور اس بات کو سامنے رکھے کہ ہر دور میں حالات اور تقاضے مختلف ہوتے ہیں۔ جدید سائنس اور فلسفہ کی ترقی نے یہ ثابت کیا ہے کہ ہر دور میں نئے سوالات اور چیلنجز سامنے آتے ہیں، اور ان کا جواب پانے کے لئے اجتہاد ایک ضروری عمل ہے۔ اس عمل کے ذریعے نہ صرف اسلامی فقہ بلکہ انسان کے اخلاقی اور فلسفیانہ اصولوں کو بھی جدید دور کے تقاضوں کے مطابق ڈھالا جا سکتا ہے۔ اس بات کو سمجھنے کے لئے ہم دیکھ سکتے ہیں کہ آج کے دور میں جب انسان کے لئے پیچیدہ مسائل پیدا ہوتے ہیں، جیسے کہ جینیاتی سائنس، ایٹمی توانائی، یا ماحولیاتی مسائل، تو ان مسائل کا حل مذہبی نقطہ نظر سے کیسے نکالا جائے؟ یہاں اجتہاد کا عمل اہمیت اختیار کرتا ہے، کیونکہ اس کے ذریعے ہم اسلامی اصولوں کے مطابق ان جدید مسائل کا حل تلاش کر سکتے ہیں۔ اقبال نے اس حقیقت کو تسلیم کیا تھا کہ اجتہاد میں فکری آزادی ضروری ہے تاکہ ہم جدید دور کی پیچیدگیوں کا سامنا کر سکیں اور ان کا جواب اسلامی اصولوں کی روشنی میں دے سکیں۔

4. جدید سائنس اور فلسفہ میں تغیر پذیری

اجتہاد اور جدید سائنس کے تعلق کا ایک اور پہلو یہ ہے کہ سائنس کی ترقی کے ساتھ انسان کا فلسفہ بھی تبدیل ہوتا ہے۔ فلسفہ انسان کی زندگی کی معنویت کو سمجھنے کا طریقہ ہے، اور سائنس اس دنیا کی حقیقتوں کو بیان کرنے کا۔ جب دونوں کو آپس میں ہم آہنگ کیا جائے، تو ایک نیا فلسفہ جنم لیتا ہے جو نہ صرف مادیت پرستی کو تسلیم کرتا ہے بلکہ روحانیت اور معنویت کو بھی اپنی جگہ دیتا ہے۔ اقبال نے اس حقیقت کو یوں بیان کیا کہ انسان کی حقیقت صرف جسمانی نہیں بلکہ روحانی بھی ہے، اور اس کی فلاح کے لئے ضروری ہے کہ وہ جدید سائنسی ترقیات اور روحانی علوم کا متوازن امتزاج کرے۔[22]

اقبال کا اجتہاد کے حوالے سے یہ نقطہ نظر ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ ہمیں جدید سائنسی اور فلسفیانہ ترقیات کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر اسلامی تعلیمات کو جدید حالات کے مطابق ڈھالنا چاہیے۔ اس کے ذریعے نہ صرف ہمارے معاشرتی مسائل حل ہوں گے، بلکہ ہم ایک ایسا معاشرہ بھی قائم کر سکیں گے جو سائنسی ترقی اور روحانی فلاح کے درمیان توازن پیدا کرے۔ اقبال کا یہ پیغام آج بھی اہمیت رکھتا ہے اور اس پر عمل پیرا ہو کر ہم ایک روشن اور ترقی یافتہ اسلامی معاشرہ قائم کر سکتے ہیں۔

---

[20] Waḥīd al-Dīn Khān, *Mazhab aur Jadīd Chailanj* (Lahore: Dār al-Tazkīr, Urdu Bāzār, 2003), 46.

[21] Nazīr Niāzī, *Iqbāl kay Ḥuḍūr*, 95.

[22] Laṭīf Aḥmad Shīrwānī, trans., *Ḥarf-i-Iqbāl* (Lahore: Al-Manār Academy, 1945), 45

Error! Bookmark not defined.

مبحث ہفتم: عصر حاضر میں اجتہاد: فقہی کردار، فکری چیلنجز، اور ریاستی اطلاق پر علامہ اقبال کی رائے

1. فقہ میں اجتہاد کا کردار

علامہ اقبال نے اسلامی فقہ اور اجتہاد کے تعلق کو نہ صرف اپنے علمی کاموں میں اجاگر کیا بلکہ اپنی شاعری اور خطبات کے ذریعے بھی اس پر گہرائی سے روشنی ڈالی۔ اقبال کا خیال تھا کہ فقہ اور اجتہاد کے درمیان ایک گہرا رشتہ ہے، اور یہ رشتہ ملتِ اسلامیہ کی ترقی اور معاشرتی بہتری کے لیے بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ ان کے نزدیک اجتہاد، جو کہ اسلامی فقہ میں تبدیلی اور تشریح کا عمل ہے، ایک ایسی ضرورت ہے جس کے بغیر اسلامی معاشرہ ترقی نہیں کر سکتا۔ فقہ اسلامی کے اصولوں پر مبنی ہے، جو قرآن و سنت سے اخذ کیے جاتے ہیں، اور اس کی بنیادی تشریح مختلف فقہاء نے کی ہے۔ تاہم، اقبال نے یہ واضح کیا کہ اسلامی فقہ میں جمود آ گیا ہے، اور اس کی وجہ سے مسلمانوں میں فکری اور فنی ترقی کا عمل رکا ہوا ہے۔ اقبال نے اجتہاد کو اس جمود کو توڑنے کے لیے ایک ممکنہ راستہ قرار دیا۔ ان کا خیال تھا کہ اجتہاد صرف ایک قانونی یا فقہی عمل نہیں بلکہ ایک فکری جدوجہد ہے، جو اسلامی معاشرت میں نیا جوش اور زندگی پیدا کرتا ہے۔ اقبال کے نزدیک اجتہاد کا بنیادی مقصد قرآن و سنت کی اصولوں کی نئی تشریح اور ان پر نئے حالات میں عمل درآمد تھا۔ جب تک اجتہاد کا عمل زندہ نہیں رہتا، تب تک فقہ کا عمل بھی معاشرتی ضروریات کے مطابق نہیں ڈھال سکتا۔ اقبال نے اس بات کو بھی تسلیم کیا کہ اجتہاد کو ایک فنی اور علمی طریقے سے انجام دینا چاہیے تاکہ اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی تشریحات اسلامی عقیدے کے مطابق ہوں۔ اقبال نے اجتہاد کے عمل کو مسلم معاشرے کے لیے زندگی کی نسیم قرار دی اور اس کی ضرورت پر زور دیا۔[23]

2. فقہ اسلامی میں اصلاحات

علامہ اقبال نے اسلامی فقہ میں اصلاحات کی ضرورت پر زور دیا اور کہا کہ فقہ کو وقت کی ضروریات کے مطابق نئے انداز میں سمجھنا چاہیے۔ وہ سمجھتے تھے کہ فقہ اسلامی معاشرتی نظام کا حصہ ہے، اور اس میں تبدیلیاں لانا ضروری ہیں تاکہ اسلام دنیا کے بدلتے ہوئے حالات میں مزید اہمیت حاصل کرے۔ ان کا ماننا تھا کہ فقہ میں انقلابی تبدیلیوں کا راستہ اجتہاد سے ہی ممکن ہے۔ اگر اجتہاد کو صحیح طور پر اپنایا جائے، تو مسلم معاشرہ اپنی فکری توانائیوں کو بہتر طریقے سے استعمال کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ، اقبال نے اجتہاد کو معاشرتی اور سیاسی ترقی کے لیے اہم سمجھا۔ ان کے مطابق، فقہ اور اجتہاد کا تعلق صرف مذہبی یا قانونی مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ مسلمانوں کی اجتماعی زندگی سے بھی وابستہ ہے۔ ان کا خیال تھا کہ اگر مسلمانوں نے اجتہاد کو اہمیت دی اور اس کے ذریعے فقہ میں تبدیلیاں کیں، تو یہ نہ صرف مذہبی ترقی بلکہ معاشی اور سیاسی ترقی کا بھی باعث بنے گا۔ اقبال نے اپنی شاعری اور خطبات میں اس بات کو بار بار اجاگر کیا کہ اجتہاد مسلمانوں کو ایک جدید دنیا میں کامیابی کی راہ دکھا سکتا ہے۔ علامہ اقبال نے فقہ کی ترقی کے لیے اجتہاد کے کردار کو ایک انتہائی اہم عنصر قرار دیا، کیونکہ ان کے نزدیک اجتہاد صرف فقہ کی تشریح اور سمجھ بوجھ کو جدید دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کا عمل نہیں تھا، بلکہ یہ مسلمانوں کو خودی کا شعور دینے اور ان کی فکری صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کا ذریعہ بھی تھا۔ اقبال کے مطابق اجتہاد نہ صرف فقیہہ کے علم کا دروازہ کھولتا ہے بلکہ مسلمانوں کی اجتماعی ذہانت کو بھی بہتر بناتا ہے، جس سے معاشرتی اصلاحات ممکن ہو سکتی ہیں۔[24]

اقبال نے اجتہاد کے عمل کو نہ صرف فقہ کے نظریاتی پس منظر سے جوڑا بلکہ اسے مسلمانوں کے عملی مسائل سے بھی وابستہ کیا۔ ان کا خیال تھا کہ جب تک اجتہاد کو اس طرح سمجھا نہیں جائے گا کہ یہ ایک مسلسل عمل ہے، اس وقت تک فقہ اپنے حقیقی مقصد تک نہیں پہنچ سکتی۔ اقبال نے اجتہاد کو ایک جدید فکری تحریک کے طور پر پیش کیا، جو مسلمانوں کو اپنے مسائل کا حل تلاش کرنے کی جرات دیتا ہے اور ان کے اندر نئے خیالات اور اقدامات کی گنجائش پیدا کرتا ہے۔[25] یاد رہے کہ اقبال نے اجتہاد کی اہمیت پر بار بار زور دیا، لیکن انہوں نے اس کے عمل کے دوران محتاط رہنے

[23] Mas'ūd, Khālid, *Iqbāl kā Tasawwur-i-Ijtīhād*, 62.

[24] Nazīr Niāzī, *Tashkīl-i-Jadīd Ilāhiyyāt-i-Islāmiyya*, 56.

[25] Nazīr Niāzī, *Tashkīl-i-Jadīd Ilāhiyyāt-i-Islāmiyya*,61.

کی ضرورت کو بھی تسلیم کیا۔ ان کے مطابق اجتہاد کو غیر سنجیدہ یا جلد بازی سے نہیں کیا جا سکتا۔ فقہ کی تشریح اور اجتہاد کے عمل میں توازن پیدا کرنا ضروری ہے تاکہ یہ نہ صرف قرآن و سنت کی تعلیمات کے مطابق ہو بلکہ جدید دنیا کی ضروریات سے ہم آہنگ بھی ہو۔ اس کے لیے ضروری تھا کہ مسلمان اس عمل کو اپنی فکری آزادی اور ذہنی استعداد کے مطابق درست طریقے سے انجام دیں۔[26]

3. اجتہاد کی معاشرتی ضرورت

اقبال کی اجتہادی فکر نے اسلامی قانون اور فقہ کے فلسفہ کو جدید دور میں فعال بنانے کے لیے ایک نیا زاویہ فراہم کیا۔ ان کے نزدیک اجتہاد کی ضرورت صرف ایک فقیہہ کی ضرورت نہیں تھی بلکہ یہ تمام مسلم امت کے لیے ضروری تھی تاکہ وہ اپنی فکری اور عملی صلاحیتوں کو صحیح طریقے سے استعمال کر سکیں۔ اقبال نے اجتہاد کو مسلمانوں کے لیے ایک نیا فکری انقلاب سمجھا اور اس کی اہمیت کو جدید دور کے چیلنجز سے نمٹنے کے لیے بنیادی قرار دیا۔ اس کے ذریعے مسلمانوں کو نہ صرف مذہبی ترقی بلکہ معاشرتی اور سیاسی ترقی کی بھی راہیں کھلیں گی۔[27]

المختصر علامہ اقبال کا نظریہ یہ تھا کہ فقہ اور اجتہاد کا باہمی تعلق ایک ایسا رشتہ ہے جسے سمجھ کر مسلمان اپنی فکری صلاحیتوں کو نئے افق پر لے جا سکتے ہیں۔ اجتہاد کے عمل کے ذریعے فقہ میں ضروری تبدیلیاں لانا، اسلام کو ایک جاندار اور ترقی پسند مذہب کے طور پر پیش کرنا، اور مسلمانوں کو دنیا کے بدلتے ہوئے حالات میں کامیابی کے لیے تیار کرنا، یہ سب اقبال کے اجتہادی نظریات کا حصہ ہیں۔ اقبال کی یہ فکر آج بھی مسلمانوں کے لیے ایک رہنمائی کا ذریعہ ہے، اور ان کی اجتہادی سوچ کو سمجھنا موجودہ دور میں بھی اہمیت رکھتا ہے۔

4. اجتہاد کے معاصر چیلنجز

اجتہاد اسلامی فقہ کا ایک اہم ستون ہے جس کی بنیاد مستقل طور پر جدید مسائل اور حالات کا مقابلہ کرنے پر رکھی گئی ہے۔ اس کے ذریعے نئے مسائل پر غور و فکر کر کے اسلامی قوانین کو موجودہ دور کی ضروریات کے مطابق مرتب کیا جاتا ہے۔ تاہم، اجتہاد کا عمل اس وقت مختلف چیلنجز کا سامنا کر رہا ہے، جن میں اجتماعی، سیاسی، اور مذہبی رکاوٹیں شامل ہیں۔ ان چیلنجز کو سمجھنا ضروری ہے تاکہ اجتہاد کی اہمیت کو دوبارہ اجاگر کیا جا سکے اور اس کی روح کو جدید دور میں زندہ رکھا جا سکے۔

5. اجتہاد کی سادہ تفہیم

سب سے پہلا چیلنج جس کا اجتہاد کو سامنا ہے، وہ مذہبی روایات اور سادہ تفہیم کا ہے۔ اجتہاد کو بنیادی طور پر ایک فکری اور علمی عمل سمجھا جاتا ہے، لیکن اس کے نفاذ میں اس کا معاملہ اکثر پیچیدہ ہو جاتا ہے۔ اسلامی فقہ میں تقلید کا بھی ایک طویل تاریخ ہے، جس کے تحت عوام اور مفتیان کرام نے اجتہاد کے عمل کی نسبت فقہ کے بڑے اماموں کی تفسیری آراء پر زیادہ زور دیا۔ اس روایت کی موجودگی اجتہاد کے عمل کو محدود کرتی ہے، کیونکہ اکثر لوگ پیچیدہ مسائل کو حل کرنے کی بجائے ان ہی پرانی تشریحات کو اپنانا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں ماضی کے علماء نے اجتہاد کو ایک وسیع اور کھلا دروازہ سمجھا تھا، مگر آج کے معاشرے میں اسے ایک محدود زاویے سے دیکھا جا رہا ہے، جو اجتہاد کے حقیقی مقصد کو متاثر کرتا ہے۔[28]

6. جدیدیت کے اثرات

دوسرا بڑا چیلنج جدیدیت کے اثرات ہیں۔ دنیا بھر میں عالمی سطح پر جدید سائنس، ٹیکنالوجی، اور معاشی نظام کی ترقی نے مسلمانوں کے اجتماعی رویوں اور عقائد پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ اب اجتہاد کا عمل ان نئے سائنسی، تکنیکی، اور سماجی مسائل کا حل تلاش کرنے میں مزید پیچیدہ ہو گیا ہے۔ جدید دور میں عوام کی فکری سطح میں واضح تبدیلیاں آئی ہیں، جس کی وجہ سے اجتہاد کے قدیم طریقے جدید حالات میں کارگر ثابت نہیں ہو

---

[26] Nazīr Niāzī, *Tashkīl-i-Jadīd Ilāhiyyāt-i-Islāmiyya*,84

[27] Nazīr Niāzī, *Tashkīl-i-Jadīd Ilāhiyyāt-i-Islāmiyya*,93

[28] Faḍl al-Raḥmān, *Islām aur Jadīdiyyat*, trans. Muḥammad Kāẓim (Lahore: Mash'al RP 5, General Complex, 'Uthmān Block, Garden Town, 2000), 133.

پاتے۔ جدید معاشی مسائل جیسے کرپٹو کرنسی، بلاک چین، اور انٹرنیٹ پر مبنی تجارت نے اسلامی فقہ کو نئے چیلنجز کا سامنا کرایا ہے۔ ایسے معاملات میں اجتہاد کی ضرورت بڑھ گئی ہے تاکہ اسلامی قوانین ان جدید پیچیدگیوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے آپ کو ڈھال سکیں۔[29]

7. ریاستی سطح پر اجتہاد کا نفاذ

تیسرا چیلنج ریاستی سطح پر اجتہاد کے نفاذ سے متعلق ہے۔ بیشتر مسلم ممالک میں حکومتیں اجتہاد کو ریاستی سطح پر ایک قابل قبول عمل کے طور پر تسلیم کرنے سے گریزاں رہی ہیں۔ اس کا بنیادی سبب ان ممالک کی مذہبی و سیاسی حقیقتوں کا پیچیدہ ہونا ہے، جہاں ریاستی قوانین اور مذہبی قوانین میں فرق واضح طور پر موجود ہے۔ اس فرق کی وجہ سے اجتہاد کو اسلامی ریاستوں میں مؤثر طریقے سے نافذ نہیں کیا جا سکا۔ حتیٰ کہ وہ ممالک جہاں اجتہاد کے عمل کو قانونی طور پر تسلیم کیا گیا ہے، وہاں اس کے اطلاق میں متعدد مشکلات در پیش آئی ہیں۔ اس صورت میں اجتہاد کو قانونی حیثیت دینے کے لیے ایک مکمل فریم ورک کی ضرورت ہے، جو حکومتوں کے موجودہ نظام سے ہم آہنگ ہو۔ اس کے بغیر اجتہاد کا عمل محض نظریاتی اور فکری رہ جائے گا، جو عملی طور پر جدید معاشرتی ضروریات کو پورا نہیں کر سکے گا۔

8. اجتہاد کی تعلیم

چوتھا چیلنج اجتہاد کی تعلیم اور تربیت کا ہے۔ اجتہاد ایک انتہائی ماہر فکری عمل ہے جس کے لیے فقہ کی گہری سمجھ، عربی زبان پر عبور، اور جدید سائنسی علم کی تفہیم ضروری ہے۔ تاہم، آج کے دینی مدارس میں اجتہاد کے حوالے سے جدید تعلیمات کی کمی پائی جاتی ہے۔ مدارس کا نصاب اس حد تک محدود ہو چکا ہے کہ وہ نئے مسائل کی سمجھ کے لیے ضروری مہارتیں فراہم نہیں کرتے۔ اجتہاد کی جدید ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ علماء کو جدید تعلیم کے ساتھ ساتھ اسلامی فقہ کی کلاسیکی تعلیمات سے بھی آراستہ کیا جائے۔ اس کے لیے ایک نیا نصاب تیار کرنے کی ضرورت ہے جو اجتہاد کے عمل کو مؤثر بنانے کے لیے ضروری علم فراہم کرے۔

9. اجتہاد کی معاشرہ میں پذیرائی

پانچواں چیلنج اجتہاد کی معاشرہ میں پذیرائی سے متعلق ہے۔ مسلمان معاشروں میں اجتہاد کے عمل کو اکثر شکوک وشبہات کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اجتہاد ایک نیا اور غیر روایتی طریقہ ہے جسے مسلمانوں کے مذہبی اصولوں کے خلاف سمجھا جاتا ہے۔ یہ خیال اس وقت اور بھی مستحکم ہوتا ہے جب اجتہاد کے نتیجے میں کچھ ایسی تبدیلیاں سامنے آتی ہیں جو روایتی دینی تعلیمات سے متصادم ہوتی ہیں۔ اس کی مثالیں مختلف مسائل میں ملتی ہیں، جیسے خواتین کے حقوق، ارضی اور ماحولیاتی مسائل، یا معاشی تجارت کے جدید اصولوں کی اسلامی تشریحات۔ اس قسم کی تبدیلیوں کی مخالفت کرنے والے لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ اجتہاد سے اسلام کی اصل روح متاثر ہو سکتی ہے۔[30]

10. اجتہاد اور سیاسی مصلحتیں

آخر کار، اجتہاد کے اس معاصر دور میں جو سب سے اہم چیلنج ہے، وہ انفرادی مفادات اور سیاسی مصلحتوں کا ہے۔ مسلم ممالک میں بہت سی حکومتیں اور سیاسی جماعتیں اجتہاد کو اپنے مفادات کے لیے استعمال کرتی ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اجتہاد کا عمل کسی فکری اور علمی مقصد کے بجائے سیاسی فائدے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کے نتیجے میں اجتہاد کا اصل مقصد کمزور پڑ جاتا ہے اور اسے مختلف مسائل کی اصلاح کی بجائے سیاسی ایجنڈے کی تکمیل کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اجتہاد کے عمل کو اس وقت تک مؤثر نہیں بنایا جا سکتا جب تک کہ اس کے اطلاق میں کسی قسم کی سیاسی مداخلت نہ ہو۔[31]

اجتہاد کے معاصر چیلنجز پر قابو پانے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اجتہاد کے اصولوں کو دوبارہ سمجھیں اور ان کی فکری بنیادوں پر غور کریں۔ اسلامی معاشروں کو اجتہاد کی اہمیت اور ضرورت کا احساس کرنا ہوگا اور اسے نہ صرف ایک نظریاتی عمل کے طور پر، بلکہ ایک عملی ضرورت کے طور پر

[29] Faḍl al-Raḥmān, *Islām aur Jadīdiyyat*, trans. Muḥammad Kāẓim, 136

[30] Faḍl al-Raḥmān, *Islām aur Jadīdiyyat*, 142.

[31] Ḥusayn, *Islāmī Iṣlāḥāt aur Ijtīhād: Islāmī Fiqh mēn Ijtīhād kī Ahmiyyat* (Islamabad: Ferozsons, 2021), 142.

اپنانا ہوگا۔ اس کے لیے حکومتی سطح پر ایک مربوط منصوبہ بندی کی ضرورت ہے جس میں اجتہاد کے عمل کو جدید دور کی ضروریات کے مطابق ڈھالنے کی حکمت عملی تیار کی جائے۔

11. جدید دور میں اجتہاد کی عملی شکلیں

جدید دور میں اجتہاد کی عملی شکلیں ایک اہم موضوع ہے جس پر مختلف مفکرین اور علماء نے گہرائی سے بحث کی ہے۔ اجتہاد کا مفہوم اور اس کی اہمیت اسلامی فقہ میں ہمیشہ سے مسلم رہی ہے۔ اجتہاد کا مقصد قرآن و سنت کے احکام کو نئے حالات اور مسائل کے مطابق سمجھنا اور ان پر عملدرآمد کے لیے راہ نکالنا ہے۔ جدید دور میں اجتہاد کی عملی شکلیں بدل چکی ہیں کیونکہ معاشرتی، سیاسی، اور اقتصادی حالات میں تبدیلی آئی ہے۔ اس کے ساتھ ہی عالمی سطح پر جدید ٹیکنالوجی اور سائنس نے بھی اس میں ایک نیا زاویہ پیدا کیا ہے۔[32]

سب سے پہلے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ اجتہاد کا اصل مقصد اسلامی اصولوں کو زندہ رکھنا اور نئے حالات میں ان کا اطلاق کرنا ہے۔ جدید دور میں، جب مسلمان دنیا کے مختلف حصوں میں مختلف مسائل کا سامنا کر رہے ہیں، تو اجتہاد کے عملی اطلاق کی اہمیت بڑھ گئی ہے۔ اجتہاد کا مطلب صرف فقہ کے مسائل تک محدود نہیں رہا بلکہ یہ تمام پہلوؤں پر لاگو ہوتا ہے جیسے معاشرت، سیاست، معیشت، اور بین الاقوامی تعلقات۔

آج کے دور میں اجتہاد کا ایک بڑا پہلو اس کے عملی اطلاق کی جانب ہے، جو علماء اور فقیہہ کے لئے نیا چیلنج ہے۔ پہلے جہاں اجتہاد کا میدان صرف فقہ تک محدود تھا، اب یہ معاشرتی مسائل، جدید ٹیکنالوجی، اور دنیا کی گلوبلائزیشن کے تحت نئے سوالات کے جواب دینے کے لیے ضروری ہو گیا ہے۔ اس کے علاوہ، جدید قانون سازی میں بھی اجتہاد کا کردار بڑھ چکا ہے۔ مختلف فقہاء نے یہ تسلیم کیا کہ اجتہاد کا اطلاق مسلمانوں کو جدید مسائل کا حل فراہم کرنے کے لئے ضروری ہے۔

ماضی میں جہاں اجتہاد کا عمل مذہبی متون اور روایات کی تفسیروں تک محدود تھا، اب اس میں عالمی سیاست، معیشت اور سائنس کی پیش رفت کے اثرات شامل ہو گئے ہیں۔ اسلامی فقہ میں ہونے والی یہ تبدیلیاں خاص طور پر ان مسائل میں دیکھنے کو ملتی ہیں جو عالمی سطح پر مسلمانوں کے سامنے آ رہے ہیں۔ مثال کے طور پر، بینکنگ کے نظام میں سود کا مسئلہ، جسے اجتہاد کے ذریعے حل کیا جا رہا ہے۔ علماء نے اس مسئلے کو نئے تناظر میں دیکھنے کی کوشش کی اور مختلف مالیاتی اداروں کے ساتھ مل کر اسلامی بینکنگ کے اصولوں کی بنیاد رکھی۔

اسی طرح، انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کے استعمال کے حوالے سے بھی اجتہاد کی ضرورت پیش آئی ہے۔ یہ نئی ٹیکنالوجی مسلمانوں کو ایسے سوالات کا سامنا دے رہی ہے جو پہلے کے دور میں نہیں تھے۔ جیسے، کیا سوشل میڈیا پر جھوٹ بولنا یا ہراسانی کرنا اسلامی اصولوں کے خلاف ہے؟ اجتہاد کے ذریعے اس قسم کے سوالات کا حل نکالنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ مسلمانوں کو اپنی روزمرہ زندگی میں اخلاقی اصولوں کا پابند رکھا جا سکے۔

ایک اور اہم پہلو جو جدید دور میں اجتہاد کی عملی شکل کو واضح کرتا ہے وہ اسلامی معیشت کا مسئلہ ہے۔ اسلامی بینکنگ اور مالیات میں اجتہاد کا کردار بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ مالیاتی اداروں کے ڈھانچے اور پالیسیوں کو اسلامی اصولوں کے مطابق ڈھالنا ایک پیچیدہ عمل ہے، اور اجتہاد کے ذریعے اس میں تبدیلیاں لانا ضروری ہوتا ہے۔ آج کے دور میں عالمی مالیاتی نظام میں سود کو مرکزی حیثیت حاصل ہے، لیکن اجتہاد کے ذریعے اسلامی مالیاتی اصولوں کی روشنی میں نئے ماڈلز تیار کیے جا رہے ہیں۔

اس کے علاوہ، جدید دور میں اجتہاد کی ایک اور شکل اقلیتی حقوق کے حوالے سے بھی دیکھی جا سکتی ہے۔ مسلمان ممالک میں اقلیتی مذاہب کے افراد کے حقوق کی حفاظت کرنا، اور انہیں اسلامی احکام کے مطابق انصاف فراہم کرنا اجتہاد کا ایک عملی مظاہرہ ہے۔ اس حوالے سے کئی علماء اور مفکرین نے اجتہاد کے ذریعے نئے فتاویٰ جاری کیے تاکہ اقلیتی حقوق کو اسلامی قانون کے مطابق منظم کیا جا سکے۔

معاشرتی تبدیلیوں کی وجہ سے اجتہاد کی عملی شکلوں میں مزید تنوع آ چکا ہے۔ خواتین کے حقوق، تعلیم، صحت، اور معاشی طور پر خواتین کی شرکت کے حوالے سے اجتہاد کا کردار بڑھ چکا ہے۔ اسلامی معاشرت میں خواتین کے حقوق کو بہتر بنانے اور ان کی آزادی کو تحفظ دینے کے لئے

---

[32] Fārūqī, Muḥammad Yūsuf, *Ijtīhād: Manāhij wa Asālīb* (Islamabad: Shari'a Academy, International Islamic University, 2009), 60.

علماء نے اجتہاد کے ذریعے نئے فتاویٰ صادر کیے ہیں۔ اس کے علاوہ، عورتوں کے کام کرنے کے حوالے سے بھی اجتہادی فیصلے کیے جا رہے ہیں تاکہ انہیں معاشرتی ترقی کے عمل میں شامل کیا جا سکے۔

اس کے علاوہ، ماحولیاتی مسائل بھی اجتہاد کے دائرے میں آ چکے ہیں۔ موسمیاتی تبدیلیوں اور قدرتی آفات کے حوالے سے جدید اجتہاد کی شکلوں پر غور کیا جا رہا ہے۔ اسلامی معاشرت میں ماحولیاتی تحفظ کو بہت اہمیت دی گئی ہے اور اس کو اجتہاد کے ذریعے نئے سرے سے سمجھا جا رہا ہے تاکہ مسلمان اپنے ماحول کی حفاظت کر سکیں۔

یہ تمام مسائل اجتہاد کے ذریعے نئے تناظر میں دیکھے جا رہے ہیں، اور ان پر عمل کرنے کے لئے علماء اور فقیہہ جدید تحقیق اور تجربات کی روشنی میں فتاویٰ جاری کر رہے ہیں۔ اجتہاد کا مقصد صرف فقہ میں تبدیلی نہیں ہے بلکہ یہ مسلمانوں کو ان کے جدید مسائل کا حل دینے کے لیے بھی ہے تاکہ وہ اپنی زندگیوں کو اسلامی اصولوں کے مطابق بہتر بنا سکیں۔[33]

مبحث ہشتم: فکرِ اقبال کی روشنی میں اجتہاد کا معاشرتی اور معاشی کردار: عالم اسلام کے مسائل کا اجتہادی تجزیہ

1. اجتہاد کا معاشرتی کردار

جب ہم مسلم امت کی ترقی میں اجتہاد کا کردار دیکھتے ہیں تو ہمیں یہ سمجھنا ضروری ہے کہ اجتہاد صرف فقہاء یا علماء کے عمل تک محدود نہیں ہے، بلکہ یہ ہر فرد، ہر معاشرتی طبقہ اور ہر مسلمان کے لیے ایک اہم فکری عمل ہے۔ اس میں انفرادی سوچ اور اجتماعی مسائل کی تفہیم کا تعلق ہے۔ مسلم امت کی ترقی کے لیے اجتہاد ایک ایسا وسیلہ ہے جو نہ صرف روحانی طور پر ان کی فلاح کی طرف رہنمائی کرتا ہے، بلکہ معاشی، سماجی اور سیاسی شعبوں میں بھی اس کا اہم کردار ہوتا ہے۔ مثلاً، کسی مسلمان ملک میں اجتہاد کی بنیاد پر کئے گئے قوانین نئے اقتصادی مسائل کے حل میں مددگار ثابت ہو سکتے ہیں، جیسے کہ سود کی شرح، کاروباری اصول، اور وسائل کی تقسیم کے حوالے سے۔[34]

2. عالم اسلام میں ربط

اجتہاد کا ایک اور اہم پہلو یہ ہے کہ یہ عالم اسلام کو ایک دوسرے سے مربوط کرتا ہے۔ جب اجتہاد کے اصول اور اس کی تشریحات مختلف مکاتب فکر کے علماء کے درمیان مشترک ہوتی ہیں، تو یہ تمام مسلم ممالک کے درمیان فکری ہم آہنگی کو بڑھاتا ہے اور امت مسلمہ کے اتحاد کو فروغ دیتا ہے۔ اجتہاد کا یہ عمل اس بات کو بھی یقینی بناتا ہے کہ مسلمانوں کے درمیان اختلافات کم ہوں اور وہ اپنے اصولوں پر یکجہتی کے ساتھ عمل کر سکیں۔ اس سے مسلم دنیا میں ایک ایسا فکری ماحول پیدا ہوتا ہے جس میں سب مسلمان اپنے مسائل کے حل کے لیے ایک ہی طریقہ کار اختیار کرتے ہیں۔[35]

3. اجتہاد اور معاشی مسائل

اجتہاد کا ایک اور اہم کردار معاشی ترقی میں ہے۔ اجتہاد کے ذریعے مسلم ممالک اپنے اقتصادی مسائل پر غور کر سکتے ہیں اور جدید دور کے چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے لیے موثر حکمت عملی اختیار کر سکتے ہیں۔ جب اقتصادی اصولوں کی بات کی جاتی ہے، تو اجتہاد مسلم ممالک کو یہ موقع فراہم کرتا ہے کہ وہ اپنے معاشی اصولوں کو اسلامی تعلیمات کے مطابق مرتب کریں۔ اس طرح، اجتہاد سے مسلم امت کو نہ صرف روحانی ترقی کی طرف رہنمائی ملتی ہے بلکہ اقتصادی ترقی کی راہ بھی ہموار ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ اجتہاد کی مدد سے مسلم امت اپنی سیاسی پوزیشن کو بھی مضبوط کر سکتی ہے۔ اجتہاد کے ذریعے وہ اپنے سیاسی فیصلوں میں اسلامی تعلیمات کو بروئے کار لا سکتے ہیں اور جدید سیاست میں مسلمانوں کے کردار کو مستحکم کر سکتے ہیں۔ اس عمل میں مسلمانوں کو یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ اجتہاد ایک دین کے احکام کے مطابق، سماجی حقیقتوں کے مطابق اور سیاسی ضرورتوں کے مطابق ہو سکتا ہے۔ اجتہاد کے ذریعے اسلامی قوانین کو جدید دور کے تقاضوں کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی جاتی ہے، جس سے مسلم امت کی سیاسی حالت مستحکم ہوتی ہے۔ اجتہاد کے ذریعے مسلم امت کو ایک نیا فکری انقلابی موڑ ملتا ہے جو انہیں نئے نظریات کے لیے کھولتا

---

[33]Fārūqī, Muḥammad Yūsuf, *Ijtīhād: Manāhij wa Asālīb, 47*

[34]Ya'qūb Shāh, *Chand Mu'āshī Masā'il aur Islām* (Lahore: Idāra Thaqāfat-i-Islāmiyya, Club Road, 1967), 134.

[35]Ya'qūb Shāh, *Chand Mu'āshī Masā'il aur Islām* (Lahore: Idāra Thaqāfat-i-Islāmiyya, Club Road, 1967), 134.

ہے اور انہیں ان کے مسائل کو ایک جدید زاویے سے دیکھنے کی صلاحیت فراہم کرتا ہے۔ اجتہاد کا یہ پہلو مسلمانوں کے لیے ایک روشن مستقبل کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ یہ ایک ایسا فکری راستہ فراہم کرتا ہے جس سے مسلم امت نہ صرف اپنے ماضی سے جڑ سکتی ہے، بلکہ اپنے حال اور مستقبل کو بھی بہتر بنا سکتی ہے۔[36]

4. اجتہاد کی راہ میں حائل رکاوٹیں

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اجتہاد کے عمل میں کون سی مشکلات ہیں جو اس کی کامیابی میں رکاوٹ بن سکتی ہیں۔ ایک بڑی مشکل یہ ہے کہ کچھ مسلم معاشروں میں اجتہاد کو ایک پیچیدہ عمل سمجھا جاتا ہے اور اس کی اہمیت کو کم کر کے دیگر زیادہ روایتی طریقوں کو ترجیح دی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ، کچھ اسلامی فقہاء کے درمیان اجتہادی مسائل پر اختلافات بھی مسلم امت کے لیے ایک چیلنج بن سکتے ہیں، جو اس کے اثرات کو محدود کرتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود، اجتہاد کی ضرورت اور اس کے فوائد کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ مسلم امت کی ترقی میں اجتہاد کا کردار اس بات کا غماز ہے کہ اگر مسلم معاشروں کو جدید چیلنجز کا مقابلہ کرنا ہے تو انہیں اپنے فکری عمل کو جدید ضروریات کے مطابق ڈھالنا ہوگا۔ اجتہاد کا یہ عمل مسلمانوں کو جدید دور میں جینے کے لیے ایک فکری طاقت فراہم کرتا ہے، جو کہ انہیں عالمی سطح پر ایک مضبوط اور کامیاب امت کے طور پر ابھرنے میں مدد دیتا ہے۔[37]

اس میں کوئی شک نہیں کہ اجتہاد کی بنیاد پر کیے گئے فیصلے مسلم امت کو نہ صرف علمی ترقی کی طرف رہنمائی دیتے ہیں بلکہ ان کے معاشی، سماجی اور سیاسی مسائل کو بھی حل کرتے ہیں۔ اگر اجتہاد کو صحیح طریقے سے اپنایا جائے، تو یہ مسلم امت کے لیے ترقی کی نئی راہیں کھول سکتا ہے اور انہیں اپنے جدید دور میں کامیاب بنانے کے لیے اہم موقع فراہم کرتا ہے۔

5. سماجی مسائل پر اجتہادی فکر

سماجی مسائل پر اقبال کی اجتہادی فکر بھی نہایت اہمیت کی حامل تھی۔ انہوں نے مسلمانوں کی سماجی ساخت میں موجود خامیوں کو درست کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ ان کے نزدیک مسلمان اپنے اجتماعی مسائل کو سمجھ کر ان پر صحیح طریقے سے عمل کر کے اپنے معاشرتی تعلقات کو بہتر بنا سکتے ہیں۔ اقبال کا خیال تھا کہ مسلم معاشروں میں انسانوں کے حقوق کی ضمانت دی جانی چاہیے اور معاشرتی انصاف کو یقینی بنانا چاہیے۔ انہوں نے اپنی شاعری اور خطبات میں مسلمانوں کو سماجی طور پر بیدار کرنے کی کوشش کی۔ ان کے مطابق اسلام میں فلاحی ریاست کا تصور ہے، جس میں ہر فرد کو انصاف، برابری اور آزادی حاصل ہو۔ اس سلسلے میں اقبال نے اجتہاد کے ذریعے مسلمانوں کے معاشرتی مسائل پر بھی غور کیا اور ان کے حل کے لیے ایک جدید تصور پیش کیا۔[38]

6. معاشی مسائل پر اجتہادی فکر

اقبال کی اجتہادی فکر کا ایک اہم پہلو معاشی مسائل کو اجاگر کرنا۔ انہوں نے مسلم معاشروں میں موجود معاشی بدحالی اور اقتصادی عدم توازن کی نشاندہی کی۔ اقبال کے مطابق مسلمانوں کو اپنی معیشت کو اسلامی اصولوں کے مطابق استوار کرنے کی ضرورت تھی تاکہ وہ اقتصادی طور پر مستحکم ہو سکیں۔ انہوں نے سرمایہ داری اور سودی نظام کے خلاف آواز اٹھائی اور اسلامی معیشت کے اصولوں پر عمل کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ ان کے مطابق اجتہاد کے ذریعے مسلمانوں کو اپنی معیشت کی ساخت میں اصلاحات کرنی چاہیے تاکہ وہ موجودہ عالمی اقتصادی بحرانوں کا مقابلہ کر سکیں۔ اقبال کا ماننا تھا کہ اسلامی معاشیات میں دنیاوی و مذہبی زندگی کا توازن قائم کیا جا سکتا ہے، جہاں معیشت صرف فرد کے فائدے کے لیے نہ ہو بلکہ معاشرتی فلاح کے لیے بھی ہو۔[39]

---

[36] Ya‘qūb Shāh, *Chand Mu‘āshī Masā’il aur Islām* 136.

[37] Mas‘ūd, Khālid, *Iqbāl kā Tasawwur-i-Ijtīhād*, 162.

[38] Ya‘qūb Shāh, *Chand Mu‘āshī Masā’il aur Islām*, 134

[39] Phulwārwī, Ja‘far, *Ijtīhādī Masā’il*, 145

ایک اور اہم پہلو جس پر اقبال نے اجتہاد کی اہمیت پر زور دیا وہ تھا مسلمانوں کے درمیان اتحاد۔ ان کا خیال تھا کہ اگر مسلمانوں کو اپنے سیاسی، سماجی اور معاشی مسائل پر اجتہادی فکر کے تحت عمل کرنے کا موقع دیا جائے تو وہ ایک مضبوط امت بن سکتے ہیں۔ اقبال کے مطابق اجتہاد کے ذریعے ایک نئی فکری اور علمی تحریک پیدا کی جا سکتی ہے جس سے مسلمان اپنی مشکلات کا حل نکال سکتے ہیں۔ ان کی اجتہادی فکر کے ذریعے مسلمانوں کو ایک ایسے معاشرتی، اقتصادی اور سیاسی نظام کی ضرورت تھی جو ان کے ایمان اور دنیاوی ترقی دونوں کے لحاظ سے متوازن ہو۔ اقبال نے اجتہاد کے ذریعے اسلامی معاشرتی نظام میں موجود خرافات اور بدعنوانیوں کی نشاندہی کی اور ان کے اصلاحی اقدامات پر زور دیا۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ اجتہاد کی جڑ اسلام کی روح میں ہے اور اسلام کی روح وہی ہے جو انسانیت کی فلاح اور عدلیہ کی اہمیت کو تسلیم کرتی ہے۔ اقبال کے مطابق اسلام میں نہ صرف فرد کی روحانی ترقی کو اہمیت دی گئی ہے بلکہ اس میں اجتماعی فلاح اور معاشرتی عدلیہ کا بھی تذکرہ ہے، جو ایک مسلم معاشرت کی بنیاد بناتا ہے۔[40]

7. دور حاضر میں اقبال کی اجتہادی فکر

آج کے دور میں اقبال کی اجتہادی فکر پر عمل کرنے کی ضرورت پہلے سے زیادہ محسوس کی جاتی ہے۔ مسلمان دنیا بھر میں مختلف مسائل کا سامنا کر رہے ہیں جن میں سیاسی عدم استحکام، سماجی تفریق اور معاشی مشکلات شامل ہیں۔ اقبال کا پیغام یہ تھا کہ اجتہاد کے ذریعے مسلمان نہ صرف ان مسائل کا حل نکال سکتے ہیں بلکہ ایک نئی روشن راہ تلاش کر سکتے ہیں جس پر چل کر وہ عالمی سطح پر ترقی کر سکیں۔ ان کی اجتہادی فکر کا مقصد مسلمانوں کو اپنی مذہبی اور ثقافتی شناخت کو برقرار رکھتے ہوئے جدید دنیا کے تقاضوں کا جواب دینے کے قابل بنانا تھا۔[41]

علامہ اقبال نے اجتہاد کو ایک علمی اور فکری عمل کے طور پر پیش کیا جس کے ذریعے مسلمان اپنے مسائل کا حل نکال سکتے ہیں اور دنیا میں اپنے قدم مضبوطی سے جما سکتے ہیں۔ ان کے نظریات اور فکری خیالات آج بھی مسلمانوں کے لیے رہنمائی کا ذریعہ ہیں اور ان کی اجتہادی فکر ہمیں اس بات کی ترغیب دیتی ہے کہ ہم اپنے موجودہ مسائل کے حل کے لیے اجتہاد کی روشنی میں نئے راستے تلاش کریں۔

خلاصہ بحث

علامہ اقبال کے فکر کی روشنی میں "اجتہاد" کو عصرِ حاضر کے اہم ترین مذہبی، سماجی، قانونی اور فکری مسئلے کے طور سمجھا جانا چاہیے۔ اقبال اجتہاد کو اسلام کی روح قرار دیتے ہیں جو مسلمانوں کو محض ماضی پرستی سے نکال کر فکری آزادی اور عملی ترقی کی راہ دکھاتا ہے۔ اس تحقیق میں اجتہاد کی تاریخی اہمیت، اس کے قانونی، سیاسی، سائنسی اور فلسفیانہ پہلوؤں کا جائزہ لیتے ہوئے یہ استدلال پیش کیا گیا ہے کہ اجتہاد کو ترک کر دینا مسلم امت کو جمود، زوال اور پسماندگی کی طرف لے گیا۔ اقبال کے نزدیک اجتہاد نہ صرف قرآن و سنت کی بنیاد پر قانونی مسائل کا حل ہے، بلکہ یہ مسلمانوں کی اجتماعی فکری ترقی، عدل، معاشی خودمختاری اور ریاستی ساخت کے احیاء کا ذریعہ بھی ہے۔

اقبال نے اجتہاد کو تقلید کے خلاف ایک فکری تحریک کے طور پر پیش کیا جو مسلمانوں کو جدید سائنس، ٹیکنالوجی، عالمی نظام، ماحولیاتی چیلنجز، عورتوں کے حقوق اور اقلیتوں کے مسائل جیسے جدید موضوعات کے بارے میں اسلامی نقطۂ نظر اپنانے کی اجازت دیتا ہے۔ اقبال کے مطابق، اجتہاد صرف علماء کا دائرہ نہیں بلکہ ریاست، قانون ساز ادارے، ماہرین تعلیم اور سائنسدانوں کو بھی اس میں شامل ہونا چاہیے تاکہ اجتہاد ایک مربوط، جدید اور عملی اسلامی فریم ورک کے طور پر ابھرے۔

چند سفارشات:

1. **ریاستی سطح پر اجتہاد کی تنظیم**: اسلامی ریاستوں میں اجتہاد کے اداروں کو باقاعدہ قانونی، علمی اور تحقیقی حیثیت دی جائے تاکہ اجتہاد کو صرف فرد یا گروہ کی رائے تک محدود نہ رکھا جائے بلکہ اجتماعی سطح پر جدید مسائل کا حل نکالا جائے۔

---

[40] Iqbal, Allama. *Ilm-e-Iqtisad (The Science of Economics)*, Iqbal Academy, Lahore, Pakistan, 1977 , 26

[41] Khaḍrī, Muḥammad, *Tārīkh-i-Fiqh-i-Islāmī*, trans. ‘Abd al-Salām Nadwī (Islamabad: National Book Foundation, 2005), 77.

2. **جدید نصاب کی تشکیل :** دینی مدارس اور جامعات میں ایسا نصاب متعارف کرایا جائے جس میں اجتہاد کے ساتھ ساتھ جدید سائنس، فلسفہ، معیشت اور قانون پر بھی عبور ہو، تاکہ علماء جدید دنیا کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہو سکیں۔
3. **اجتماعی اجتہاد کا فروغ :** مختلف مکاتب فکر کے علماء اور اسکالرز کو ایک پلیٹ فارم پر لا کر اجتماعی اجتہاد کی راہ ہموار کی جائے تاکہ امت میں اتحاد اور ہم آہنگی پیدا ہو۔
4. **اجتہاد کو عوامی سطح پر قابل قبول بنانا :** اجتہاد کی معاشرتی پذیرائی کے لیے عوامی بیداری مہمات، سیمینارز اور تعلیمی پروگرام منعقد کیے جائیں تاکہ اسے بدعت یا متنازع نہ سمجھا جائے بلکہ امت کی ترقی کا فطری ذریعہ تسلیم کیا جائے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography / کتابیات

Abd al-Ḥakīm, Khalīfa. *Fikr-i-Iqbāl*. Lahore: Bazm-i-Iqbāl, Club Road, 1961.
‘Abd al-Khāliq and Yūsuf Shīdā’ī. *Muslim Falsafa*. Lahore: ‘Azīz Publishers, Urdu Bāzār, 1981.
Al-Ḥanbalī, Aḥmad Shākir. *Uṣūl al-Fiqh al-Islāmī*. Damascus: Maṭba‘at al-Jāmi‘a al-Sūriyya, n.d.
Amīnī, Taqī. *Aḥkām-i-Shar‘iyya mēn Ḥālāt-o-Zamāna kī Riyāyat*. Karachi: Qadīmī Kutub Khāna, Ārām Bāgh, n.d.
———. *Jadīd Dawr kay Masā’il aur un kā Ḥal*. Faisalabad: Faisal Publishers, n.d.
Chishtī, Yūsuf Salīm. *Sharḥ Asrār-i-Khudī*. Lahore: ‘Ishrat Publishing House, Urdu Bāzār, n.d.
Fārūqī, Ḍiyā’ al-Ḥasan, and Mashīr al-Ḥaq, eds. *Fikr-i-Islāmī kī Tashkīl-i-Jadīd*. Lahore: Maktaba Raḥmāniyya, Urdu Bāzār, 2000.
Fārūqī, Muḥammad Yūsuf. *Ijtīhād: Manāhij wa Asālīb*. Islamabad: Shari‘a Academy, International Islamic University, 2009.
Faḍl al-Raḥmān. *Islām aur Jadīdiyyat*. Translated by Muḥammad Kāẓim. Lahore: Mash‘al, 2000.
Ghāmidī, Jawēd Aḥmad. *Islāmī Qawānīn aur Ijtīhād*. Lahore: Al-Mawrid, 2000.
Ḥusayn, —. *Islāmī Iṣlāḥāt aur Ijtīhād: Islāmī Fiqh mēn Ijtīhād kī Ahmiyyat*. Islamabad: Ferozsons, 2021.
Iqbāl, Jāvid. *Zinda Rōd*. Lahore: Sang-e-Mīl Publications, Iqbāl Academy, 2005.
Iṣlāḥī, Amīn Aḥsan. *Islāmī Qānūn kī Tadwīn*. Lahore: Qur’ān Foundation, 1998.
Khān, Yūsuf Ḥusayn. *Rūḥ-i-Iqbāl*. Hyderabad, Deccan: A‘ẓam Steam Press, Government Educational Printers, 1941.
Khaḍrī, Muḥammad. *Tārīkh-i-Fiqh-i-Islāmī*. Translated by ‘Abd al-Salām Nadwī. Islamabad: National Book Foundation, 2005.
Laṭīf Aḥmad Shīrwānī, trans. *Ḥarf-i-Iqbāl*. Lahore: Al-Manār Academy, 1945.
Mas‘ūd, Khālid. *Iqbāl kā Tasawwur-i-Ijtīhād*. Rawalpindi: Maṭbū‘āt Ḥarmat, 1985.
Muḥammad Rafī‘ al-Dīn. *Ḥikmat-i-Iqbāl*. Lahore: ‘Ilmī Kitāb Khāna, Urdu Bāzār, n.d.
Nāṣir. “Jadīd Masā’il mēn Ijtīhād kī Ḍarūrat.” *Islamic Research Journal* 15, no. 1 (2022).
Nazīr Niāzī, Sayyid, trans. *Tashkīl-i-Jadīd Ilāhiyyāt-i-Islāmiyya* by ‘Allāma Iqbāl. Lahore: Bazm-i-Iqbāl, Club Road, 1958.
———. *Iqbāl kay Ḥuḍūr*. Lahore: Iqbāl Academy Pakistan, 1981.
Phulwārwī, Ja‘far. *Ijtīhādī Masā’il*. Lahore: Idāra Thaqāfat-i-Islāmiyya, 1994.
———. *Iqbāl aur Fiqh-i-Jadīd kī Tadwīn*. Lahore: Idāra Thaqāfat-i-Islāmiyya, 2000.
Raḥmānī. *Fiqh-i-Islāmī mēn Ijtīhād kī Ḥudūd*. Karachi: Dār al-Salām, 2000.
Sajjād ‘Alī. *Riyāsat aur Ijtīhād mēn Ta‘āwun*. Lahore: Islāmī Maṭbū‘āt, 2023.
Ṣalāḥ al-Dīn, Ḥāfiẓ. *Ijtīhād aur Ta‘bīr-i-Sharī‘at Ikhtiyār kā Mas’ala*. Islamabad: Idāra Taḥqīqāt-i-Islāmī, 2005.
Waḥīd al-Dīn Khān. *Mazhab aur Jadīd Chailanj*. Lahore: Dār al-Tazkīr, Urdu Bāzār, 2003.
Ya‘qūb Shāh. *Chand Mu‘āshī Masā’il aur Islām*. Lahore: Idāra Thaqāfat-i-Islāmiyya, 1967.